فرضی قصّے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچّوں کا میگزین

پندرہ روزہ

روضۃ الاطفال

لاھور پاکستان

134 28 دسمبر 2012ء 14 صفر المظفر 1434ھ

فرمانِ الٰہی جل جلالہ

’’پھر ہم نے اس قطرے کو ایک جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو ایک بوٹی بنایا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو کچھ گوشت پہنایا، پھر ہم نے اسے ایک اور صورت میں پیدا کر دیا، سو بہت برکت والا ہے اللہ جو پیدا کرنے والوں میں سب سے اچھا ہے۔‘‘

(المؤمنون:۱۴)

(میمونہ اُخت عبدالحنان، جہلم)

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بے شک تجھ میں البتہ دو خصلتیں ہیں جن سے اللہ محبت کرتے ہیں۔ بردباری اور سنجیدگی ہے۔

(مسلم:۱۱۸، کتاب الایمان)

(حافظ طلحہ بن افضل۔گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سنائیں جی کیسی گزر رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو سدا خوش رکھے۔ آمین

ایک بات تو بتائیں....!! آپ خطوط کے ذریعے تو ہمیں ڈھیروں ڈھیر دُعائیں پہنچاتے رہتے ہیں لیکن آپ دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو کیا تب بھی ہمیں یاد رکھتے ہیں؟؟ سچ بتایئے گا...!! ہمارا گمان تو آپ کے بارے میں اچھا ہی ہے مگر پوچھا اس لیے تاکہ جو دعائیں نہیں کرتا وہ بھی کرنا شروع کر دے۔

پیارے بچو! دعا کی اسلام میں بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اسے عبادت کا ’’مغز‘‘ کہا جاتا ہے۔ ویسے بھی دیکھا جائے تو تمام ارکان اسلام ہمیں مختلف دُعاؤں کے ذریعے اللہ سے جوڑے رکھتے ہیں۔ نماز اور حج کے دوران تو ہم مسلسل دُعائیں ہی کرتے رہتے ہیں۔ کبھی اللہ کی حمد بیان ہوتی ہے تو کبھی اللہ سے اپنی غلطیوں پر معافی مانگی جاتی ہے۔ اس حوالے سے یہ بات بھی یاد رہے کہ احادیث کے مطابق جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے بارے میں دُعا کرتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں وہی دُعا کرتے ہیں۔ اس لیے بھی آپ کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے بارے میں بہت زیادہ دُعا کیا کریں۔ پھر اپنی دعاؤں میں بالخصوص مجاہدین، دین کے داعیان، جماعت کے امراء، مسئولین، کارکنان اور تمام اہل اسلام کو یاد رکھا کریں۔

دوسری بات بلکہ بات کیا اصل میں تو خوشخبری ہے، تو ہم یوں کہتے ہیں کہ دوسری بات میں آپ کو یہ خوشخبری سنانے چلے ہیں کہ مارچ کے مہینے میں جو خاص نمبر شائع ہوگا اس کا موضوع ’’تکمیل پاکستان‘‘ طے پایا ہے۔ آپ مستقل سلسلہ جات جیسے ’’بچپن ان شہیدوں کا، قصص انبیاء کے، سیر جہاں، گلدستہ روضہ، تصویری نمائش، قصے وادی کے، آدھی ملاقات‘‘ کے لیے تو لکھیں گے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ’’کیا ہم آزاد ہیں؟ کیا پاکستان مکمل ہے؟ قرارداد پاکستان 23 مارچ 1940 سے 14 اگست 1947 تک کا سفر اور اس حوالے سے اچھی تحاریر بھی جلد از جلد روانہ کریں۔ آپ کی تحاریر کے آغاز میں ’’برائے خاص نمبر ضرور لکھا ہونا چاہیے۔ مزید اطلاعات آپ کو اگلے شماروں میں مل جائیں گی۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

بادل گرجنے کی دعا

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ وَالۡمَلَآئِکَۃُ مِنۡ خِیۡفَتِہٖ۔ (موطا امام مالک:380/2)

’’پاک ہے وہ ذات جس کی تعریف کے ساتھ یہ گرج تسبیح کرتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے تسبیح کرتے ہیں۔‘‘ (فیضان خالد۔رحیم یارخان)

ایڈیٹر: عبدالرحمٰن

خط و کتابت کیلئے: پی او بکس نمبر 102 جی پی او لاہور / ای میل: rozah100@yahoo.com آفس: 0313-5967575

سپر پاور ٹکڑے ٹکڑے

گھڑسوار فارس کی طرف جارہا تھا۔ وہ جلد از جلد فارس پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ شاہ فارس خسرو پرویز کو ایک عظیم ہستی کی طرف سے لکھا گیا ایک خط پہنچانے جارہا تھا۔ یہ گھڑ سوار اس عظیم ہستی کے جانثار عبداللہ بن حزافہ ؓ تھے۔ اس عظیم ہستی نے اس خط کو شاہ فارس تک پہنچانے کے لیے اپنے جانثار عبداللہ بن حزافہ ؓ کو منتخب کیا تھا اور اب حضرت عبداللہ ؓ اُس خط کو لیے فارس کی طرف گھوڑے پر سوار اڑے جارہے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن حزافہ ؓ نے فارس پہنچ کر وہ خط خسرو پرویز کو پیش کیا۔ اب خسرو پرویز اس خط کو پڑھتا چلا جارہا تھا اور اسکے چہرے کے تیور خط پڑھنے کے ساتھ ساتھ بدلتے چلے جارہے تھے خط کا عنوان کچھ یوں تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کسریٰ عظیم فارس کی جانب۔ اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اسکے بندے اور رسول ﷺ ہیں میں تمھیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں تمام انسانوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں تا کہ جو شخص زندہ ہے اسے انجام سے ڈرایا جائے اور کافروں پر حق بات ثابت ہوجائے۔ پس تم اسلام لاؤ تو سلامت رہو گے اور اگر انکار کیا تو مجوس کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔

جیسے ہی خط اپنے اختتام کو پہنچا تو کسریٰ کا غصہ آسمان کی حدوں کو چھونے لگا۔ وہ غصے سے کانپنے لگا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے۔ کچھ دیر بعد وہ غصے سے بولا: میری رعایا کا حقیر غلام (نعوذ باللہ) اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے۔ اسکی ایسی جرأت اور پھر اس نے تکبر اور نخوت سے پیارے نبی معظم ﷺ کا خط ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ (ادھر جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کسریٰ نے میرے خط کو پھاڑ کر اپنی سلطنت کے ٹکڑے کر لیے ہیں)۔ کسریٰ نے خط پھاڑنے کے بعد یمن کے گورنر باذان کو پیغام لکھا کہ وہ دو آدمی نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجے وہ معلوم کر کے آئیں کہ یہ کون ہے جس نے اتنی جرأت کی ہے کہ مجھے خط لکھا تو اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا اور ساتھ ہی اسے گرفتار کرلائیں۔ اب باذان کی طرف سے دو افراد پیارے نبی ﷺ کی طرف روانہ کردیئے گئے' انہوں نے لمبی لمبی مونچھیں رکھی ہوئی تھیں اور داڑھی بالکل ہی منڈوائی ہوئی تھی۔ جب یہ دونوں شخص نبی معظم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کی شکل دیکھی تو نفرت سے منہ پھیر لیا۔ ان میں سے ایک شخص بولا :ہمیں شہنشاہ کسریٰ کے حکم سے آپ ﷺ کو گرفتار کرنے بھیجا گیا ہے۔ اگر آپ ﷺ ہمارے ساتھ چلتے ہیں تو ہم کسریٰ سے سفارش کرینگے کہ وہ آپ ﷺ کو کچھ نہ کہے اور آپ کو کچھ عطا بھی کردے۔ اگر آپ نے جانے سے انکار کردیا تو پھر آپ خوب جانتے ہیں کہ کسریٰ آپ کو اور آپ کی قوم کو تباہ و برباد کردیگا۔ آپ کی بستیاں ویران کردے گا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے چہرے کی طرف اشارہ کرکے پوچھا: تمہارا ستیاناس ہو، تمھیں داڑھی منڈھانے کا حکم کس نے دیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے آقا کسریٰ نے حکم دیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے تو داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ میرے پاس کل آنا۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ ﷺ پر وحی کی غنودگی طاری ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کے ذریعے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو فارس کی خبریں پہنچا دیں اور فارس کے بادشاہ کے انجام کے متعلق اطلاع فراہم کردی۔ صبح جیسے ہی کسریٰ کے دونوں ساتھی دوبارہ نبی کریم ﷺ کے سامنے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ فارس واپس چلے جاؤ۔ تمھارے آقا کسریٰ کو اسکے بیٹے شیرویہ نے قتل دیا ہے۔ جاؤ فلاں دن فلاں تاریخ اور فلاں وقت میرے رب نے تمھارے بادشاہ کو اسکے بیٹے کے ہاتھوں ہلاک و برباد کروادیا ہے۔ یہ سننا تھا کہ وہ دونوں حیران ہوئے اور بولے آپ کو معلوم ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے تیرے رب کو ہلاک کرواڈالا ہے۔ انہوں نے کہا کیا یہ بات وہ اپنے بادشاہ کو لکھ ڈالیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اسکو بھی لکھ دو کہ میرا دین اور میری حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کسریٰ پہنچ چکا تھا۔ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھتے ہوئے اس جگہ رکے گی جہاں سے آگے اونٹ گھوڑے کے قدم جا ہی نہیں سکتے۔ تم دونوں اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ اگر تم مسلمان ہوجاؤ تو جو کچھ تمھارے زیر اقتدار ہے وہ سب تمھیں دے دوں گا اور تمھیں تمھاری قوم کا بادشاہ بنادوں گا۔ اب وہ نبی کریم ﷺ کا پیغام لیے اپنے بادشاہ باذان کے پاس واپس پہنچے اور تمام حالات و واقعات کہہ ڈالے۔ باذان بولا: اللہ کی قسم یہ گفتگو کسی بادشاہ کی نہیں ہوسکتی۔ یہ شخصیت واقعی نبی ہے اور جو کچھ اس نے کہا سچ کہا۔

جب باذان کو شیرویہ کا خط پہنچا کہ میں نے اپنے باپ کو اہل فارس سے اسکی بدسلوکی، ذلت آمیز رویے اور شرفاء کے قتل کی پاداش میں قتل کردیا ہے۔ میرا خط ملنے پر فوراً میری حکومت تسلیم کرلو تو باذان بے اختیار پکار اٹھا: بلاشبہ مدینے والا شخص ہی اللہ کا رسول ﷺ ہے۔ (بحوالہ: الرحیق المختوم، سیرت کے سچے موتی اور آفتاب نبوت کی سنہری شعاعیں)

(تحریر: بنت قاری محمد یونس خلیق فیصل آباد)

گلدستہ روضہ

غزوہ ذی امر

معرکہ بدر واحد کے درمیانی عرصے میں رسول اللہ ﷺ زیرقیادت یہ سب سے بڑی فوجی مہم تھی جو محرم 3ھ میں پیش آئی۔اس کا سبب یہ تھا کہ مدینے کے ذرائع اطلاعات نے رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع فراہم کی کہ بنوثعلبہ اور جنگجوؤں کی بہت بڑی جماعت مدینے پر چھاپہ مارنے کے لیے اکھٹی ہورہی ہے اور یہ اطلاع ملتے ہی رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا اور سوار و پیادہ پر مشتمل ساڑھے چارسو کی نفری لے کر روانہ ہوئے اور حضرت عثمان بن عفان ؓ کو مدینے میں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔راستے میں صحابہ ؓ نے بنو ثعلبہ کے جبار نامی ایک شخص کو گرفتار کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کرلیا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے حضرت بلال ؓ کی رفاقت میں دے دیا اور اس نے راہ شناس کی حیثیت سے مسلمانوں کو دشمن کی زمین تک راستہ بتایا۔

ادھر دشمن کو جیش مدینہ کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ گردوپیش کی پہاڑیوں میں بکھر گئے لیکن نبی ﷺ نے پیش قدمی جاری رکھی اور لشکر کے ہمراہ اس مقام تک تشریف لے گئے جسے دشمن نے اپنی جماعت کی فراہمی کے لیے منتخب کیا تھا۔ یہ درحقیقت ایک چشمہ تھا جو ذی امر کے نام سے معروف تھا۔آپؐ نے وہاں بدوؤں پر رُعب ودبدبہ قائم کرنے اور انہیں مسلمانوں کی طاقت کا احساس دلانے کے لیے پورا مہینہ گزار دیا اور سک کے بعد مدینہ تشریف لائے۔(ابن ہشام ۲/ ۴۲، زادالمعاد ۱/۲)

(انتخاب: محمد اشفاق زذیف کھیای گوجرانوالہ)

اللہ تعالیٰ کی بے قدری

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

مجھے ابن آدم نے جھٹلایا مگر اسے اس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا اور اس نے مجھے گالی دی مگر اسے اس طرح بھی نہیں کرنا چاہیے تھا۔اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھے شروع سے پیدا فرمایا ہے اس طرح مجھے دوبارہ زندہ نہیں کرے گا، حالانکہ میرے لیے پہلی دفعہ پیدا کرنا اس کے دوبارہ زندہ کرنے سے زیادہ آسان تو نہیں ہے اور اس کا گالی دینا مجھے اس طرح ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کررکھی ہے۔

حالانکہ میں اکیلا ہوں اور بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جن ہے اور نہ میں جنا گیا ہوں اور نہ ہی میری کوئی ہمسر ہے۔(صحیح البخاری: حدیث ۴۹۷۴)

(ابوحفص ذکوع، ابراہیم ذکوع۔مبارکپور)

مسواک اور خوشبو کی فضیلت

① سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرنے کا آلہ اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔
(صحیح البخاری)

② آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں ان پر ہر نماز کے وقت اس طرح مسواک فرض کردیتا جیسے میں نے ان پر وضو فرض کیا ہے۔(صحیح الترغیب)

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہر مسلمان پر حق ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔(صحیح الجامع الصغیر)

④ حضرت ابوایوب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کی چار سنتیں ہیں حیا خوشبو لگانا نکاح کرنا اور مسواک لگانا۔(ترمذی)

⑤ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیاوی اشیاء میں سے میرے دل میں عورتوں (اہل خانہ) اور خوشبو کی محبت پیدا کردی گئی ہے اور نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا گیا ہے۔(سنن نسائی)

(حافظ طلحہ عاصم۔گوجرانوالہ)

صدائے کشمیر

اے میرے پیارے کشمیر
تو ہے جنت کی تصویر
منظر تیرا پیارا پیارا
دلکش تیرا ہر نظارہ
تو ہے جنت کی نظیر
اے میرے پیارے کشمیر
ظلم کے بادل چھٹ جائیں گے
کفر کے سائے ہٹ جائیں گے
آزادی ہے تیری تقدیر
اے میرے پیارے کشمیر
نعرے گونجے وادی وادی
لے کر رہیں گے ہم آزادی
اب ٹوٹے گی ہر زنجیر
اے میرے پیارے کشمیر

(انتخاب: ابورضوان جاوید بدھلہ سنت ملتان)

عقلوں کا نچوڑ

● عبادت بہت سے انسان کرتے ہیں مگر خون کسی کسی کا بہتا ہے۔ یہ تو کچھ خاص لوگ ہوتے ہیں جو رضا کے لیے سر کٹا دیتے ہیں۔

● اگر ہم کسی کو آباد نہیں کر سکتے تو ہمیں کسی کو برباد کرنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

● وہ لوگ جو دوسروں کی منزلیں چھین لیتے ہیں وہ خود بھی ساری عمر گرداں سفر رہتے ہیں۔

● اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں کو اپنی ناعاقبت اندیشی سے بیان نہ کیا کرو نے شک جو اللہ تعالیٰ جانتا ہے وہ تم نہیں جانتے۔

● انصاف کرنا مشکل ترین کام ہے انصاف وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں ہمدردی کے ساتھ ساتھ خوف خدا بھی ہو۔

● اللہ کی عبادت دنیا جہاں سے بے نیاز کر دیتی ہے تو یہ طے شدہ ہے کہ اللہ کا دیدار دنیا جہاں سے بو خود کر دے گا۔

● ہر ابدی چیز خاموشی کو حسن میں لپٹی ہوئی ہے خاموشی عبادت بھی ہے اور ریاضت بھی۔

(عائشہ، طوبیٰ، سوات)

حاضر جواب بچے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک راستے پر چل رہے تھے کہ آپ کچھ لڑکوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے جب بچوں نے حضرت عمر کو دیکھا تو وہ سب کھیل چوڑ کر بھاگ نکلے سوائے ایک بچے کے جو اپنی جگہ کھڑا رہا یعنی بھاگا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے لڑکے تو کیوں نہیں اپنے دوستوں کے ساتھ بھاگا بچے نے بڑی ذہانت اور فطانت کا ثبوت دیتے ہوئے کہا اے امیر المومنین میں کیوں بھاگتا میں نے کوئی بُرا کام تو نہیں کیا کہ آپ سے ڈروں نہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ آپ گزر نہیں سکتے' آپ کے لیے راستہ چھوڑ دوں۔ چنانچہ بچے کی ذہانت اور خود اعتمادی پر خلیفہ بہت متاثر ہوئے اور خلیفہ کو بچے کی صاف گوئی بہت پسند آئی۔ یہی بچہ مسلمانوں کا ایک لیڈر رقائد سرپرست بہت بڑا عالم بنا!

وہ تھے پیارے پیغمبر کے ایک بہت ہی پیارے صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

(طیب گلزار، لویزہ اسلم۔ ارزانی پور)

اوصاف صحابہ رضی اللہ عنہم

- اَلتَّائِبُوْنَ...... اللہ کی طرف بار بار پلٹنے والے
- اَلْعٰبِدُوْنَ...... اسکی بندگی کرنے والے
- اَلْحٰمِدُوْنَ...... اس کی تعریف کے گن گانے والے
- اَلسَّائِحُوْنَ...... اسکی خاطر زمین میں گردش کرنے والے
- اَلرّٰکِعُوْنَ...... اس کے آگے رکوع کرنے والے
- اَلسّٰجِدُوْنَ...... سجدے کرنے والے
- اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ...... نیکی کا حکم دینے والے
- وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ...... بدی سے روکنے والے
- وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ...... اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے
- وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ...... اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو خوشخبری سنا دو۔

(حافظ محمد انس سعید...... فورٹ عباس)

گالی گلوچ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا بڑا گناہ ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔

(بخاری و مسلم)

مسلمان اس بات سے بلند ہے کہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے۔ اگر کسی بات پر غصہ آجائے اور لڑنے جھگڑنے کی نوبت آجائے تو بھی اسلامی تہذیب سے وہ آگے نہ بڑھے یعنی اپنے مقابل کو گالی دینا انتہائی گندگی اور بے حیائی کی بات ہے۔ نیز اس سے بات بجائے ختم ہونے کے اور بڑھتی ہے۔ کیونکہ انسان گالی کو برداشت نہیں کر پاتا۔ اس لیے آپؐ نے مسلمانوں کو اس سے روکا اور بتایا کہ مومن کو گالی دینا بڑا گناہ ہے اور اس سے جنگ کرنا تو کفر کے ہم معنی ہے۔

بے شک کسی کو گالی دینا یا دلوانا خود کو گالی دینے کے برابر ہے۔ اس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑے اور فساد کی جڑ کو ہمیشہ کے لیے کاٹ دیا۔ کیونکہ جب نہ کوئی کسی کو گالی دے گا اور نہ بُرا بھلا کہے گا تو لڑائی کیونکر ہوگی۔ تو پیارے بچو اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آپ کسی دوست یا بھائی کو گالی دیں گے یا نہیں...... جی کر لیا ہے نہ فیصلہ کہ ہم نہیں دیں گے کیونکہ یہ گالی ہمارے ہی کسی ماں باپ یا بہن بھائی کو جائے گی۔

(حمزہ حازم محمد عبداللہ)

روضۃ الاطفال

روضۃ الاطفال سب کی آنکھوں کا تارا ہے
تاروں کی طرح اس کا ہر لفظ بھی پیارا ہے
یہ مسلم بچوں کا سب سے اچھا رسالہ ہے
اسے صرف اللہ نے اور سچائی نے سنبھالا ہے

(ثناء اللہ اسلام۔ درگئی)

علم کی پیاس

میں سخت بھوک کی وجہ سے بعض اوقات اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا اور کبھی اپنا جگر تھام کر زمین پر اس جگہ لیٹ جاتا جہاں سے صحابہ کرام کا گزر ہوتا تھا۔ میرے پاس سے ابوبکر صدیق ؓ گزرے تو میں نے اُن سے قرآن کی اس آیت کا مطلب پوچھا۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً (القرآن 7/76)

''اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو۔''

میرا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے کھانا کھلا دیں گے لیکن انہوں نے میری منشا کے مطابق کچھ نہ کیا اور (مطلب سمجھا کر) چل دیئے۔ پھر وہاں سے عمر بن خطاب ؓ کا گزر ہوا۔ میں نے اسی آیت کا مفہوم پوچھا تو وہ بھی مفہوم بتا کر کچھ کھلائے بغیر چلے گئے۔ اس کے بعد رسول اقدس ﷺ تشریف لائے ۔آپ ﷺ مجھے دیکھتے ہی مسکرائے۔ میرا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھ کر صورتحال سمجھ گئے۔

آپ ﷺ نے شفقت بھرے انداز میں فرمایا: ابوہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُٹھو میرے ساتھ آؤ۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ آپ ﷺ نے گھر میں داخل ہوکر مجھے اندر آنے کی اجازت دی۔ آپ ﷺ نے گھر میں دودھ کا پیالہ پڑا ہوا دیکھا تو اہل خانہ سے پوچھا: یہ کہاں سے آیا :جواب ملا کسی نے آپ کے لیے تحفہ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اصحابِ صفہ کو بھی بلا لاؤ۔ مجھے آپ ﷺ کا حکم سن کر اندیشہ ہوا کہ اس دودھ سے اصحاب صفہ کا کیا بنے گا اور میرے ارمان تو پورے نہ ہوسکیں گے۔ جب وہ سب آگئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دودھ کا پیالہ ان کی خدمت میں پیش کرو۔ میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دودھ کا پیالہ باری باری ان کی خدمت میں پیش کرنا شروع کیا۔ ہر ساتھی دودھ پی کر پیالہ مجھے پکڑاتا تو پیالہ لبالب اسی طرح بھرا ہوتا۔ پھر میں وہ دوسرے کی خدمت میں پیش کر دیتا، وہ بھی خوب سیر ہو کر پیتا۔ یہاں تک کہ سب ساتھی خوب سیر ہو کر دودھ پی چلے آخر میں وہ پیالہ رسول اقدس کی خدمت میں پیش کرکے میں نے عرض کیا: سب پی چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے وہ پیالہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اب میں اور آپ رہ گئے ہیں۔ آپ نے میری طرف شفقت بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے فرمایا: بیٹھو اور دودھ پیو۔ میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ جب پی چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مزید پیو میں خوب سیر ہو چکا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اور پیو ۔میں نے عرض کی اب گنجائش نہیں تو آپ ﷺ نے پیالہ پکڑا تو بسم اللہ پڑھتے ہوئے پیا اور الحمدللہ کہتے ہوئے ختم کیا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: ایک روز میں اپنے گھر سے مسجد میں آیا تو راستے میں چند احباب ملے۔ انہوں نے پوچھا

آپ اس وقت گھر سے کیوں نکلے؟

میں نے کہا: بھوک کی وجہ سے' اُنہوں نے میری بات سنتے ہی کہا: بخدا ہمیں بھی بھوک نے ستا رکھا ہے۔ ہم سب مل کر رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت آپ لوگ میرے ہاں کس مقصد کے لیے آئے ہو؟۔ ہم نے عرض کی :یارسول اللہ ﷺ :ہمیں بھوک نے ستا رکھا ہے۔ آپ نے کھجوروں کا تھال منگوایا اور اس میں سے ہر ایک کو دو دو کھجوریں عنایت کرتے ہوئے فرمایا یہ کھاؤ اور پانی پی لو تمھاری بھوک جاتی رہے گی۔ میں نے ایک کھجور کھائی اور دوسری چھپالی۔ رسول اقدس ﷺ نے دیکھ لیا اور پھر پوچھا ابوہریرہ! آپ نے یہ کھجور کیوں چھپائی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میں نے اپنی والدہ کے لیے چھپائی ہے۔ وہ بھی گھر میں بھوکی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ کھجور کھالو میں تمھیں دو اور کھجوریں دیتا ہوں۔

یہ صحابی رسول جو تاریخ میں ابوہریرہ ؓ کے نام سے مشہور ہوئے' ان کا نام عبدالرحمان بن صخر تھا۔ سفید رنگ، روشن چہرہ، چوڑا سینہ، چمکیلی آنکھیں، سُرخ بال، تیز حافظہ، چمکدار دانت، علم حدیث کے ماہر، مفلس، نادار اور اصحاب صفہ میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ تحصیل علم کا والہانہ شوق رکھنے والے، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ حُنین اور جنگ تبوک کے سرفروش مجاہد، بھوک سے نڈھال ہوکر مدینے کی گلیوں میں خاک آلود ہونے والے، بحرین کی مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہونے والے خوش نصیب وخوش خصال گورنر، مدینہ کے ہر دلعزیز گورنر، مسند علم پر جلوہ افروز ہونیوالے جلیل القدر صحابی...... جنھوں نے سینکڑوں احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کیں۔

اپنی والدہ کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ اُن کے لیے نبی اکرم ﷺ سے ہدایت کی دعا کروائی۔

سفر و حضر میں رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں رہنا اپنا معمول بنالیا۔ آپ ﷺ کا جو فرمان سنتے اُسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے۔ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے دُعا کریں کہ جو آپ ﷺ سے سنوں' وہ نسیان کی نذر نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چادر بچھادی۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور اپنے دست مبارک اس چادر پر رکھے۔ پھر فرمایا: اس چادر کو اُٹھا کر اپنے گرد لپیٹ لو۔

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ

چادر لپیٹ لی اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا وہ کبھی نہیں بھولا۔

امیر المومنین عمر فاروق نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کو بحرین کا گورنر نامزد کیا۔ اُنھوں نے تجارت کی جس سے رزق کی فراوانی کا آغاز ہوا۔ مال و دولت میسر آنے سے گھر بنایا۔ ساز و سامان خریدا اور شادی کی لیکن اس فراوانی نے اس پاکیزہ دل میں تبدیلی نہ کی۔ آپ ؓ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

میں نے یتیمی میں پرورش پائی، مسکینی میں ہجرت کی اور ایک مالدار خاتون بسرہ بنت غزوان کے ہاں دو وقت کی روٹی اور لباس کی اُجرت پر ملازمت کی۔ جب مسافر پڑاؤ کرتے تو میں ان کی خدمت کرتا۔ پھر اللہ نے ایسے اسباب پیدا فرمائے کہ میری شادی اُس عورت سے ہوگئی جس کا میں ملازم تھا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ ایک روز لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے مدینے کے بازار سے گزر رہے تھے حالانکہ اس وقت مدینہ کے گورنر تھے۔ ثعلبہ بن ابی مالک ؓ بازار میں ان سے آگے جا رہے تھے۔ آپ نے انہیں کہا: ابن مالک اپنے گورنر کو راستہ دو۔ انہوں نے پیچھے دیکھے بغیر کہا: یہ راستہ کوئی کم نہیں، اتنا کشادہ ہے، آپ گزر جائیں۔ آپ ؓ نے فرمایا: ذرا پیچھے دیکھو تو سہی تمھارا گورنر اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اُٹھائے ہوئے ہے، اس لیے راستہ مانگ رہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو ایک تہائی حصہ عبادت کرتے۔ پھر وہ اپنی بیوی کو جگاتے تو وہ رات کے دوسرے تہائی حصہ عبادت میں مصروف رہتیں۔ پھر وہ اپنی بیٹی کو بیدار کرتیں تو رات کے تیسرے تہائی حصہ میں وہ عبادت میں مصروف ہو جاتیں۔ اس طرح پوری رات آپ کے گھر میں اللہ کی عبادت ہوتی تھی۔ آپ ؓ کے پاس ایک سوڈانی لونڈی تھی۔ ایک روز وہ گستاخی سے پیش آئی، جس سے آپ ؓ غضبناک ہوگئے۔ اسے مارنے کے لیے کوڑا اٹھایا پھر رک گئے اور فرمایا: اگر قیامت کے دن قصاص کا اندیشہ نہ ہوتا تو آج تیری خوب پٹائی کرتا لیکن میں آج تجھے ایسے شخص کے ہاتھ بیچوں گا جو مجھے زیادہ قیمت ادا کرے گا۔ پھر چند لمحات کے بعد ارشاد فرمایا: جاؤ میں نے تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کیا۔

بحرین میں گورنر کی حیثیت سے مقررہ مدت گزارنے کے بعد جب واپس مدینہ آئے تو ان کے پاس دس ہزار درہم تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب ؓ نے پوچھا کہ اتنی رقم آپ کے پاس کیسے جمع ہوئی تو آپ نے فرمایا تجارت، عطیات اور مویشیوں کی فروخت سے۔ امیر المومنین نے دوبارہ بحرین کا گورنر نامزد کر کے روانہ کرنا چاہا تو معذرت کرلی۔

57 ہجری میں مدینہ منورہ میں شدید بیمار ہوگئے کبار صحابہ کرام ؓ آپ کی عیادت کے لیے آتے تو آپ ؓ انہیں دیکھتے ہی رونا شروع کر دیتے اور فرماتے ”مجھے یہ غم ستا رہا ہے کہ دنیا سے جا رہا ہوں، زادِ راہ بہت کم، سفر بڑا طویل اور کٹھن ہے۔ جنت اور جہنم کے دوراہے پر کھڑا ہوں۔ پتہ نہیں کس طرف دھکیلا جاؤں گا“۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے اس طرح کفن پہنانا جیسے رسول اللہ ﷺ کو پہنایا۔ مجھے جلد دفنانے کا اہتمام کرنا۔

علم کے بادشاہ ابو ہریرہ عبدالرحمان بن صخر ؓ نے 78 برس کی عمر میں وفات پائی۔

(بخاری، تاریخ ابن عساکر، طبقات ابن سعد، مسند امام احمد و حکمران صحابہ)

(فاخرہ شعیب۔ میاں چنوں)

سَیِّدُ الشَّبَاب اَہْلُ الْجَنَّۃ

میرے پیارے ننھے بھائیو! آج میں اُس عظیم شخصیت کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جن کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور والدہ محترمہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔جن کے نانا محترم سید الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور نانی جان حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔جنھیں شرف صحابیت کے ساتھ ساتھ اہل بیت اور آل رسول ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔

میری مراد سید شباب اہل الجنتہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہیں۔آپ 15 شعبان 3ہجری کو پیدا ہوئے اور آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔

مسند احمد میں روایت موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آپ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ رکھا گیا اور جب ان کے ایک سال کے بعد حضرت حسین پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پہ جعفر رکھا گیا۔ مجھے نبی کریم ﷺ نے بلایا اور ان دونوں ناموں کو بدلنے کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کا نام حسن اور حسین رکھا۔

سید الرسل جناب محمد ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے کسی حصے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا۔ آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خیمے کے پاس آئے اور فرمایا: چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ آپ حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔تھوڑی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں گلے لگا لیا اور فرمایا اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اُس سے محبت کر۔

(صحیح بخاری 2122 و صحیح مسلم 2421)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا نبی ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اُٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

(صحیح البخاری 3749 و صحیح المسلم 2422)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(سنن الترمذی 3781)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیارے حسن کو اُٹھا رکھا تھا اور آپ فرما رہے تھے۔یہ نبی ﷺ کے مشابہ ہے

(صحیح البخاری 375)

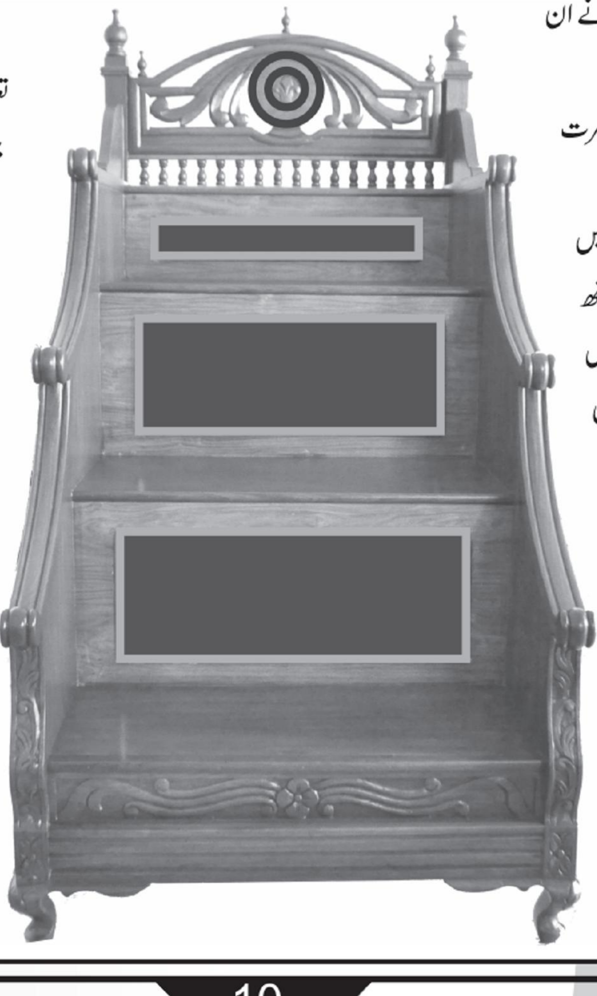

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محمد ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی محبت تلاش کرو۔

(صحیح البخاری۔ 3751)

میرے بھائیو! سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ حضرت محمد ﷺ کے مشابہ تھے۔

مشہور جلیل القدر صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں تھا۔(صحیح البخاری 3752)

سیدنا مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھایا اور فرمایا (ھذا منی) یہ مجھ سے ہے۔(سنن ابی داوٗد 4131 وسند حسن)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قریب ہی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔آپ ﷺ ایک دفعہ اُنہیں دیکھتے اور دوسری دفعہ لوگوں کو فرماتے۔

میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے۔

(صحیح البخاری 2704)

میرے ننھے بھائیو! میرے پیارے نبی ﷺ کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت اُن کے حوالے کر دی تھی۔سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے مدائن میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: سن لو کہ اللہ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے اُسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں مجھے اُمت محمدیہ پر رائی کے دانے کے برابر بھی ایسی حکومت پسند نہیں ہے جس میں تھوڑا سا بھی خون بہایا جائے۔ مجھے اپنا نفع و نقصان معلوم ہے۔تم اپنے راستوں پر گامزن ہو جاؤ یعنی اپنی اپنی فکر کرو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر 89 وسند صحیح)

(حافظ سلمان غفار۔فیصل آباد)

ختم نبوت کی مہر لگا دی

عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ (بسلسلہ نبوت) آپ کا اولین کس طرح ظاہر ہوا؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بنو سعد بن بکر کے ہاں پرورش پا رہا تھا میں اور میرا بھائی (رضاعی) اپنی بھیڑ بکریوں کی طرف چلے گئے۔ ہمارے پاس کھانے پینے کا سامان نہ تھا۔ میں نے کہا جاؤ اور اماں سے کھانا لے آؤ میرا بھائی چلا گیا میں وہیں ٹھہرا رہا۔

پھر یوں ہوا کہ دو سفید پرندے گویا کہ وہ دو ستارے (فرشتے) ہوں میرے پاس آئے ان دونوں (جبرائیل اور میکائیل) میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا' کیا یہ وہی ہیں دوسرے نے کہا ہاں' اب دونوں تیزی سے میری طرف لپکے۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور کمر کے بل لٹا دیا۔ میرا سینہ چیر دیا اور میرے دل کو نکال کر اسے چیر ڈالا۔ اور اس سے دو سیاہ لوتھڑے نکالے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: مجھے برف کا یخ بستہ پانی پکڑاؤ۔ پھر دونوں نے میرے اندر کا سارا حصہ یعنی پیٹ وسینہ اس پانی سے دھو دیا۔ اس ٹھنڈے پانی کے ساتھ دونوں نے میرا دل دھویا اور کہا کہ سکینت (اطمینان اور وقار) لاؤ۔ اب اسے ان دونوں نے میرا دل پر چھڑک دیا پھر دونوں میں سے ایک نے کہا: اس کو سی ڈالو۔ انہوں نے اسے سی دیا اور اس دل پر مہر لگا دی پھر ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اس کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھو اور اس کی امت میں ایک ہزار کو دوسرے پلڑے رکھو۔ اس وقت میں اپنے اوپر ایک ہزار کو دیکھ رہا تھا۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے ڈر محسوس ہوا کہ ان میں سے بعض لوگ مجھ پر گر نہ پڑیں۔ پھر کہا گیا کہ اگر محمد ﷺ کو ایک پلڑے میں اور دوسری طرف ساری امت کو رکھ دیا جائے تو تب بھی آپ ﷺ کا پلڑا بھاری رہے گا۔

اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے مجھے وہیں چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے سخت خوف لاحق ہوا میں اپنی ماں (حلیمہ) کی طرف گیا اور جو کچھ میرے ساتھ ہوا وہ سارا کہہ سنایا۔ وہ ڈر گئیں کہ کہیں یہ شیطان کی کارستانی نہ ہو لہذا انہوں نے کہا میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں اس کے بعد اونٹ کی سواری تیار کی گئی انہوں نے مجھے آگے سوار کیا اور خود میرے پیچھے بیٹھ گئیں حتیٰ کہ میں اپنی والدہ کے پاس پہنچ گیا وہاں حلیمہ نے میری ماں آمنہ سے کہا میں نے اپنی امانت اور ذمہ ادا کر دیا پھر میری والدہ کے سامنے سارا واقعہ بیان کیا جو میرے ساتھ بیتا تھا۔ والدہ نے واقع کو ان ہونے انداز میں نہیں لیا بلکہ فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ میرے اندر سے ایک روشنی نکلی جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر سیئے جانے کا نشان دیکھا کرتا تھا۔

(دانیہ محسن۔ مرید کے)

خلیفہ سے ملاقات

ایک عمر رسیدہ بڑھیا کی خواہش بھی تھی اور ساتھ ہی کوئی ضرورت بھی کہ خلیفہ وقت سے ملاقات ہو اس کا دیدار ہو اس سے کوئی بات ہو۔ بڑھیا نے بادشاہوں اور شہنشاہوں کے رعب و دبدبے، شان و شوکت اور ٹھاٹ باٹ کے بڑے بڑے قصے سن رکھے تھے۔ خلیفہ کو دیکھنے کا شوق اسے دارالخلافہ تک لے آیا۔ بالآخر وہ پوچھتے پوچھتے امیر المومنین کے گھر کے قریب پہنچ ہی گئی۔ اسے یقین نہیں آیا کہ اتنا سادہ عام مسلمانوں جیسا مکان بھی کسی حکمران کا ہو سکتا ہے۔ دروازے پر پہنچی تو کوئی محافظ اور نہ دربان' بڑھیا نے سوچا چلو اندر چل کر دیکھ لیتے ہیں۔ عمر رسیدہ عورت ہوں کسی کے گھر میں داخل ہو بھی گئی تو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ بڑھیا ڈرتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی۔ گھر کا جو ظاہر تھا وہی باطن تھا۔ سامنے کھلے صحن میں بالکل سادہ لباس میں ایک خاتون نظر آئیں۔ بڑھیا نے ابتدائی رسمی کلمات کے بعد گھر کی مالکہ کے بارے میں دریافت کیا۔ جواب ملا اس خادمہ ہی کو چاہیں تو مالکہ سمجھ لیں۔ بڑھیا نے مزید حیران ہو کر پوچھا! اچھا بیٹی یہ تو بتاؤ کہ یہ گھر اتنا ویران کیوں ہے؟ خاتون خانہ نے نہایت انکساری سے کہا: اماں صرف اس لیے کہ اس مکان کا مکین دوسرے گھروں کو اُجڑنے سے بچانے میں لگا رہتا ہے۔

اسی اثنا میں ایک شخص نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور کھنکھارتا ہوا گھر میں داخل ہو گیا۔ اس نے ایک نظر دونوں خواتین پر ڈالی اور سلام کہتا ہوا سیدھا صحن کے دوسرے سرے پر واقع کنویں کے پاس جا کر پانی نکالنے لگا۔ بڑھیا نے دیکھا کہ یہ اجنبی پانی بھرنے کے دوران بار بار ان کی جانب دیکھتا جا رہا ہے۔ بڑھیا کو یہ بات ناگوار گزری۔ جب بڑھیا سے برداشت نہ ہو سکا تو اس نے کہا! یہ اجنبی بار بار تجھے دیکھتا ہے' بڑا بے شرم معلوم ہوتا ہے۔ بیٹی تو ذرا دوسری طرف منہ کر لے۔ میں ابھی اس کا مزاج درست کرتی ہوں۔ لیکن جلد ہی بڑھیا کا غصہ اس وقت دور ہو گیا جب اس نے سنا کہ بڑی اماں یہ شخص کوئی غیر یا اجنبی نہیں بلکہ یہ تو میرے شوہر ہیں اور مسلمانوں کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ واقعی تم سچ کہہ رہی ہو؟

جی بالکل۔

لیکن یہ تو خود کنویں سے پانی نکال رہے ہیں؟

بڑھیا دل ہی دل میں بہت شرمندہ ہوئی' احترام و عقیدت کے ساتھ ساتھ اس کا سر فخر سے بلند ہو گیا کہ وہ ایک ایسے دین اور ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کا فرمانروا اپنے آپ کو حاکم کے بجائے خادم کہتا ہے۔ وہ فی الواقع خادموں کی طرح کام بھی کرتا ہے تاکہ اس کی رعایا امن وسکون اور خوشی وخوشحالی کی دولت سے مالا مال ہو سکے۔

(عبدالمنان۔ میاں چنوں)

محمد یحییٰ عمیر بہاولپوری

ابو حفص۔ عمر فاروق

عثمان بن محمد

وجیہہ عتیق۔ قصور

عائشہ بنت ہاشم

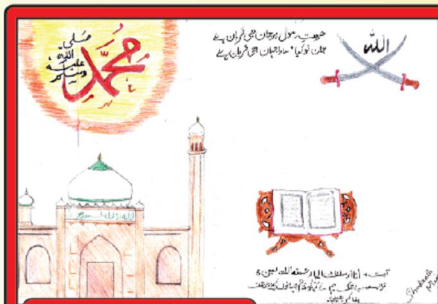
شکیلہ مجید

تصویری نمائش

اگلی تصویری نمائش کا موضوع

نوٹ پہلے تین انعام یافتگان کو 500 روپے کی کتب ارسال کی جائیں گی

عائشہ علی اعوان بنت غضنفر علی اعوان

مسلم گل۔ پشاور

یہ پانچ ہجری کا واقعہ ہے کہ مسجد نبوی میں خاص طور پر ایک خیمہ لگایا گیا جس میں خوبصورت چہرے اور دراز قد کے حامل ایک زخمی مجاہد لیٹے ہوئے ہیں۔ زخم کی حالت سخت تشویش ناک ہے۔اس وقت وہ مرد مجاہد اپنے رب کی بارگاہ میں دعا اور التجاء کرتا ہے کہ:

''اے عرش عظیم کے مالک!اگر قریش سے لڑائیوں کا سلسلہ باقی ہو تو مجھے اور مہلت دے۔ میں ان لوگوں سے نبرد آزما ہونے کا خواہش مند ہوں جنھوں نے تیرے رسول ﷺ کو ستایا‘ جھٹلایا اور وطن سے نکال دیا۔اگر لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا ہو تو اس زخم سے مجھے شہادت نصیب فرما۔البتہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرا دل بنوقریظہ سے انتقام لے کر مطمئن نہ ہو جائے۔''

یہودیوں کے قبیلہ بنوقریظہ نے جنگ خندق کے موقع پر مسلمانوں سے حلفیہ معاہدے کے باوجود بدترین غداری کا ارتکاب کیا تھا۔مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنے کے لیے دو ہزار نیزے‘ ڈیڑھ ہزار تلواریں‘ ڈیڑھ ہزار ڈھالیں اور تین سو زرہیں جمع کر رکھی تھیں۔مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول اللہ ﷺ کی کوششوں سے دشمن ناکام رہے تھے۔

جنگ خندق سے فراغت کے بعد محصورین نے اس شرط پہ ہتھیار ڈالے کہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو بھی فیصلہ دیں گے وہ فریقین کے لیے قابل قبول ہوگا۔یہ وہی صحابی تھے جو مسجد نبوی کے خیمے کے اندر لیٹے ہوئے تھے اور جنہیں بنوقریظہ نے اپنا ثالث مقرر کیا تھا۔

وہ حضور اکرم ﷺ کے حکم پر اپنی تکلیف کے باوجود خچر پر سوار ہو کر بنوقریظہ کے محلے میں پہنچے۔ حضور ﷺ نے یہود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ لوگ تمہارے فیصلے کے منتظر ہیں۔انہوں نے کہا کہ میں فیصلہ دیتا ہوں‘ان کے لڑنے (کے قابل) سارے مرد قتل کر دیئے جائیں۔عورتیں اور بچے غلام بنا دیئے جائیں اور ان کی املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہاتھ کے جس گہرے اور کاری زخم کے سبب زخمی تھے‘ وہ انہیں اللہ کی راہ میں جنگ احزاب کے موقع پر لگا تھا۔

5 ہجری میں عرب کے جنگجو قبائل مدینے پر چاروں طرف سے چڑھ دوڑے تھے اور مسلمانوں نے دفاع کے لیے خندق کھودی تھی۔ جنگ کے دوران ایک دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ زرہ پہنے اور ہاتھ میں حربہ

عظمت کے مینار

لیے میدان جنگ کی طرف جا رہے تھے اور ان کی زبان پر رجز یہ اشعار تھے جن کا مطلب یہ ہے کہ

ذرا تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرو میدان کارزار میں
میری سواری پہنچ لینے دے
جب موت کی گھڑی آ جائے
تو موت کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے

ماں نے بیٹے کے یہ رجزیہ اشعار سنے تو بولیں:

''بیٹے دوڑ کر جا‘ تو نے بڑی دیر کر دی ہے۔''

حضرت سعد t کی جلیل القدر ماں کے پاس ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ r بھی موجود تھیں۔انہوں نے دیکھا کہ حضرت سعد t کے جس ہاتھ میں حربہ ہے وہ زرہ سے باہر ہے۔میدان جنگ میں پہنچے تو ایک مشرک ابن العرقہ نے تاک کر زرہ سے باہر نکلے ہوئے ہاتھ پر تیر مارا اور خون پرنالے کی طرح بہنے لگا۔جنگ کے بعد حضرت محمد e نے مسجد میں ہی خیمہ نصب کروا دیا۔ایک طبیب رفیدہ ان کے زخم کی مرہم پٹی کے لیے خدمت سرانجام دیتے۔حضور e نے اپنے دست مبارک سے ان کا زخم داغا جس سے خون بہنا تو بند ہو گیا لیکن زخم پوری طرح مندمل نہ ہوا۔

بنوقریظہ کے فیصلے کے بعد بکری کا کھر لگنے سے آپ کا زخم پھر کھل گیا اور خون شدت سے بہنے لگا۔علاج کے باوجود زخم تشویشناک صورت اختیار کرتا گیا۔یہاں تک کہ نزع کا عالم طاری ہو گیا۔

حضور اکرم ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ آخری سانس لے رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور فرمایا: ''الٰہی! سعد نے تیری راہ میں بڑی تکلیفیں اور زحمتیں اٹھائی ہیں‘اس نے تیرے رسول ﷺ کی تصدیق کی۔ اس نے اسلام کے حقوق ادا کیے۔الٰہی اس کی روح کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کر جیسا کہ اپنے دوستوں کی روحوں کے ساتھ کرتا ہے۔''

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے آقائے دوجہاں کی آواز سنی تو آنکھیں کھول دیں اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور روح پرواز ہو گئی۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی موت سے مدینے میں کہرام سا مچ گیا۔بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم شدت غم سے بے تاب ہو کر رونے لگے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو بے ساختہ ان کی چیخ نکل گئی اور زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ہائے میری کمر ٹوٹ گئی۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں روضۃ الاطفال کی پرانی قاریہ ہو۔لیکن کچھ لکھنے کی جسارت اب کر رہی ہوں۔ وہ بھی اس امید کے ساتھ کہ میرا خط روضۃ الاطفال میں ان شاء اللہ ضرور شائع ہوگا۔ ماشاء اللہ رسالہ سارا ہی زبردست ہوتا ہے کیونکہ یہ جھوٹے قصے' کہانیوں سے پاک ہوتا ہے۔

اس دفعہ جب شمارہ نمبر 131 پڑھا تو اس میں ایک غلطی نظر آئی اور وہ یہ ہے کہ گلدستہ روضہ میں جو عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہوئے ہیں' ان میں دسواں نام ایک جگہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ایک جگہ سعید بن زبیر رضی اللہ عنہ لکھا ہوا ہے۔ براہِ مہربانی ان صحابی کا درست نام بتا دیں اور میرے خط کو رسالے میں جگہ بھی دے دیں۔ (اصل نام سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہے۔ تصیح کے لیے شکریہ۔ جزاک اللہ خیراً) والسلام

(عمارہ الفت بنت عبدالشکور۔ جھنگ شہر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حال ہے' امید ہے اللہ کے فضل وکرم سے بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں گے اور کرسی پر بیٹھ کر خطوں کی کانٹ چھانٹ کر رہے ہوں گے۔ اس بار میں ''بے کار ہے وہ'' لکھ کر بھیج رہی ہوں۔ اگر نہ شائع کی تو میں جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ مل کر آپ کی دشمنوں کی طرح مخالفت کروں گی۔

اب چلیے روضہ کی طرف آتے ہیں۔ جو ہر لحاظ سے اور ہر زاویے کے مطابق اپنا وقار برقرار رکھے ہوئے ہے۔ بس روضۃ الاطفال میں ایک کمی ہے کہ وہ ہر بار اپنی اچھی کہانیوں اور اپنے باغ میں جگہ نہیں دیتے۔ اگر آپ مجھے ہر بار روضۃ الاطفال میں تھوڑی سی جگہ دیں تو ان شاء اللہ یہ کمی جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی۔ (یہ صرف آپ کے خیال میں کمی ہے ورنہ......!)

باقی روضۃ الاطفال کی تمام کہانیاں نہایت ہی عمدہ تھی اور گلہ بانی سے حکمرانی تک کہانی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہانی ہے۔

اللہ تعالیٰ روضۃ الاطفال کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

(حرا آصف علی۔ساہیوال)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں روضۃ الاطفال کا بہت پرانا قاری ہوں لیکن لکھاری بننے کی ہمت اب ہوئی ہے۔ میں اپنے پیارے شہید چچا جان کے بارے میں لکھنا چاہتا ہوں' کیا میں لکھ سکتا ہوں (جی ضرور لکھیں۔ یہ رسالہ ہی آپ کا ہے)۔ مہربانی کر کے ردّی کی ٹوکری سے میرے خط اور تحریر کو بچائیں' ورنہ ٹوکری چوری کر لی جائے گی (لگتا ہے ردّی کی ٹوکری کے لیے کوئی پہرے دار رکھنا پڑے گا بہت دھمکیاں مل رہی ہیں بے چاری کو) جواب ضرور دیں۔شکریہ

(عبداللہ سلیم مجاہد۔ مرکز عبداللہ بن مبارک پاکپتن)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھائی جان!

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے آسان کام تنقید کرنا ہے اور جب کبھی موقع مل جاتا ہے تو خوب تنقید کرتے ہیں لیکن جب بات کسی چیز کی تعریف پر آتی ہے تو ہم اکثر اختصار سے کام لیتے ہیں۔ جس طرح گلاب کی خوبصورتی اور مہک ہر ایک کے دل میں گھر کر لیتی ہے۔ بالکل اسی طرح روضۃ الاطفال کو بھی جب ایک بار کوئی پڑھ لے یہ اس کے دل میں اپنے لیے جگہ بنا لیتی ہے۔

آپ کے دل میں ہوگا کہ یہ باتونی فلاسفی کہاں سے ٹپک پڑا لیکن کیا ہے کہ کبھی کبھی حالات انسان کو وقت سے پہلے بہت بڑا بنا لیتی ہے۔ کہنے کو بہت کچھ ہے لیکن بات یہی پر ختم کرتے ہیں۔ اپنے بارے میں صرف اتنا کہیں گے کہ روضۃ الاطفال کے قاری ہیں لیکن اب لکھاری بھی بننا چاہتے ہیں۔

(مسلم گل۔ پشاور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حال ہے ایڈیٹر صاحب!

شمارہ نمبر 131 پڑھا تو دل باغ باغ ہو گیا کیونکہ اس میں میری تحریر تھی۔ (اگر نہ ہوتی تو......؟)

''گلہ بانی سے حکمرانی تک'' بہت اچھی تحریر تھی۔ قارئین نمبر کی خوشخبری سن کر بہت خوشی ہوئی۔ عشرہ مبشرہ صحابہ بہت اچھی تحریر تھی۔ خط شائع کرنے کا بہت شکریہ۔ لگتا ہے کہ آپ دھمکیاں سن کر تحاریر شائع کرتے ہیں تو پھر ہر تحریر کے ساتھ دھمکیاں دینی چاہئیں۔ یہ بات اچھی نہیں کہ دھمکیاں سن کر تحریر شائع کرنا۔ دھمکیوں سے پہلے ہی تحاریر شائع کر دیا کریں۔

(حافظ صہیب عاصم بن عبدالسمیع عاصم۔ گوجرانوالہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ ایڈیٹر بھائی اور تمام قارئین من فضل اللہ......مع الخیر ہوں گے اور ہر کوئی اپنا کام ذمہ داری سے کر رہا ہوگا بلکہ کچھ لوگ تو امتحان کی تیاری میں مصروف ہوں گے (بھئی امتحان بھی تو ضروری ہیں) ان سے ہی تو پتہ چلتا ہے کہ سارا سال پڑھا یا صرف کتاب گود میں رکھ کر نیند پوری کی۔ جو بھی ہو مجھے تو شمارہ نمبر 131 پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ پہلے فرمان الٰہی اور پھر حدیث رسول ﷺ کے بعد بھیا جی کی پہلی بات کی طرف بڑھے اور یہ جان کر کہ کفار ہم پر کس کس طرح سے غلبہ پا رہے ہیں' بے حد غصہ آیا مگر......خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی......!'' گلہ بانی سے حکمرانی تک'' بہت عمدہ تحریر تھی۔ اس کے علاوہ ''اسلام کی خاطر' عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم' صبر و ہمت کے پیکر'' سبھی ماشاء اللہ بہترین تحریریں تھیں۔ اللہ پاک روضۃ الاطفال کو کامیابیوں اور ترقیوں کی راہوں پر گامزن کرے...... اسے ہمیشہ یونہی مسکراتا......ہمیں کچھ سکھاتا...... اور اسلام سے روشناس کرتا رہے۔ آخر میں کہوں گی کہ میرے اس خط کو ردّی کی ٹوکری سے محفوظ رکھئے گا جو سب کچھ بغیر ڈکارے ہضم کر جاتی ہے (ہاضمے کی دوا دیں اس بیچاری کو)۔ والسلام

(شکیلہ عبدالمجید)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!میری گزارش ہے کہ روضۃ الاطفال کے صفحات میں اضافہ کیا جائے اور کیا یہ بذریعہ ڈاک منگوایا جا سکتا ہے؟ (نہیں ابھی یہ سہولت میسر نہیں) معیار الحمد اللہ آج بھی بلندیوں پر ہے۔

(اخت ابتسام ساجد جنجوعہ۔نوکھر اڈا)

☆......☆......☆

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..... امید ہے کہ آپ بالکل ٹھیک ہوں گے۔اللہ آپ کو خوش رکھے اور دین کے کام میں ترقی دے۔آمین بھائی جان! پانچواں خط لکھ رہی ہوں مگر مجال ہے کہ آپ شائع کردیں (صرف پانچواں....!) بھائی جان اس ردی کی ٹوکری کا کیا حال ہے جو میرے جیسے معصوم لوگوں کے خطوط کی جان لیتی ہے۔میں آپ کو لاسٹ وارننگ دے رہی ہوں کہ آپ نے اس بار بھی ہمارا خط شائع نہیں کیا تو ہم ہمت ہار دیں گے۔ (پیوستہ رہ روضۃ الاطفال سے...امید اشاعت رکھ)اب بات ہوجائے تحریروں کے بارے میں تو تمام تحاریر بہت اچھی لگیں۔ویسے بھی سارا روضہ الاطفال بہت ہی اچھا ہوتا ہے۔اللہ اس پیارے گلشن کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔آمین

(نائلہ،طیبہ،طیبہ ماڈل سکول۔مستووال)

بقیہ علم کے پیاسے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدمے کی شدت سے زارو قطار رونے لگے۔یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز گلوگیر ہوگئی۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا اس دردانگیز موقع پر دکھی اشعار پڑھ رہی تھیں۔اس پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بین کرنے والی سب عورتیں جھوٹ بولتی ہیں لیکن اے ام سعد! تم سچ کہتی ہو۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مجاہد کا جنازہ اٹھا تو ہزاروں پاک باز بندے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کو باری باری کندھا دے رہے تھے۔ایک طرف سے آواز آتی ہے کہ میت تو بے حد ہلکی ہے' اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جنازہ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جنت البقیع کے قبرستان میں قبر کھود رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے اس میں سے مشک کی خوشبو آرہی ہے۔تدفین سے واپس آتے ہیں تو حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے مسلسل آنسو گر رہے ہیں اور فرماتے ہیں: سعد رضی اللہ عنہ کی موت سے عرش الٰہی لرز اٹھا۔آسمانوں کے دروازے ان کی روح کے لیے کھول دیئے گئے اور 70 ہزار فرشتے ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ شمع رسالت کے پروانے ہیں جن کی اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ والہانہ محبت کا اندازہ ان کی تقریر سے ہوسکتا ہے جو انہوں نے غزوہ بدر سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا عہد کیا۔پس جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہو کیجیے۔

رب اکبر کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں تو ہم کود جائیں گے۔ہمارا ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ان شاء اللہ آپ ہمیں جنگ کے میدان میں ثابت قدم پائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ جوش جہاد اور جذبہ دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ جگمگا اٹھا تھا۔

(ابوبکر صدیق۔واہنڈو)

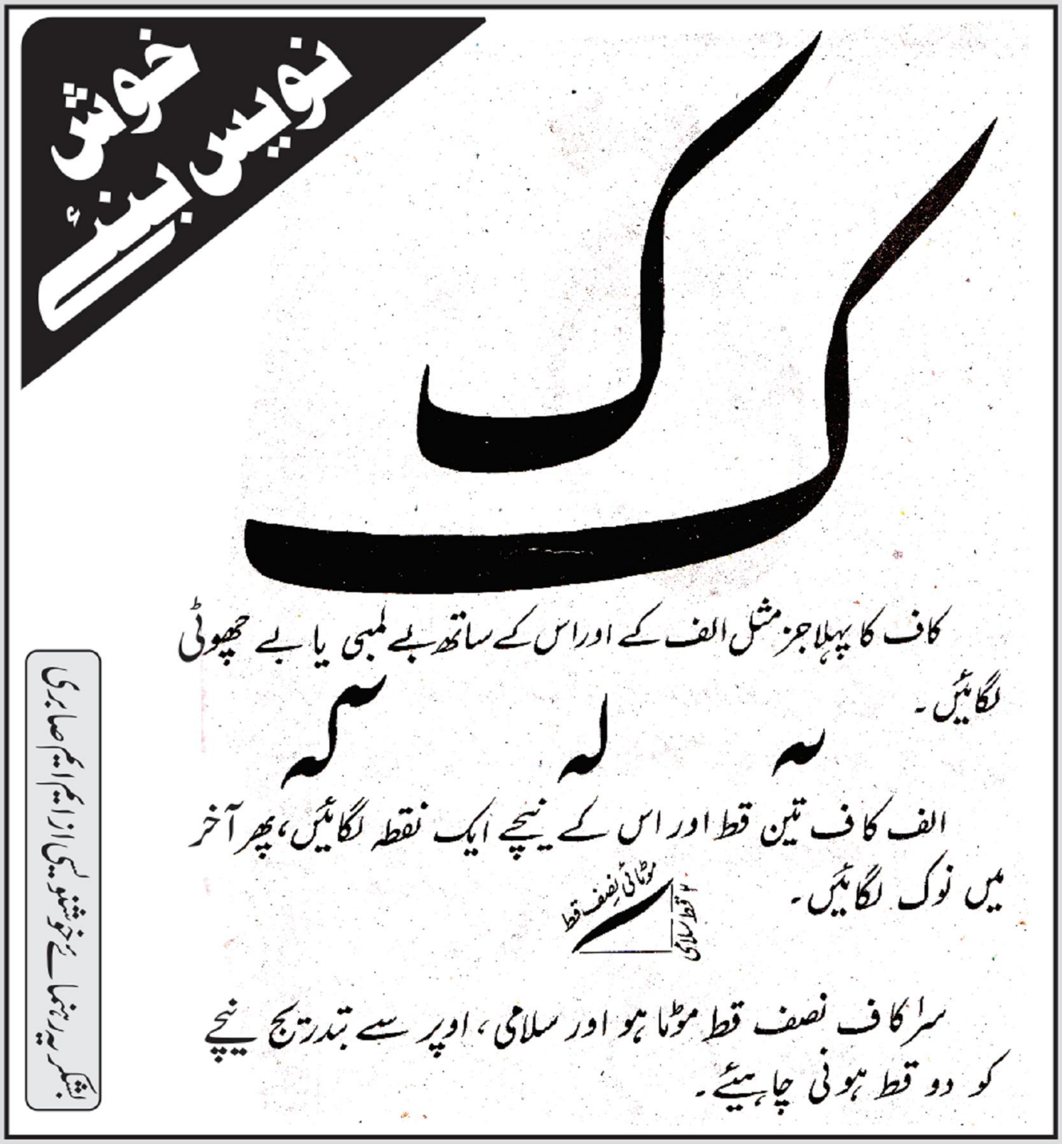

پانی میں تیرتا انڈہ

جی پیارے بچو!

آپ یقینی طور پر کسی تجربے کے انتظار میں ہوں گے۔گھر سے کوئی سامان وغیرہ اکٹھا کرنے کا سوچ رہے ہوں گے۔لیکن کوئی زیادہ سامان نہیں چاہئے۔آج صرف ایک انڈہ......مگر کچا...... پکا ہوا نہیں......ایک گلاس پانی سے تین چوتھائی بھرا ہوا......یعنی پورا نہیں بھرنا اس کو تھوڑا کم رکھنا ہے اور تھوڑا سا نمک......

ارے ارے پریشان نہیں ہونا۔آج انڈہ ٹوٹنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔کیونکہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ پچھلے کچھ تجربوں میں بچوں نے انڈے توڑے ہیں اور......

خیر آج کرنا کچھ یوں ہے کہ اس پانی والے گلاس میں انڈہ ڈالنا ہے۔لیکن یہ کیا......؟

پانی میں انڈہ ڈوب گیا......

اب اصل تجربہ یہ ہے کہ اس ڈوبے ہوئے انڈے کو پانی میں تیرنا چاہئے......بس یہی آپ کو سکھانا ہے آج......

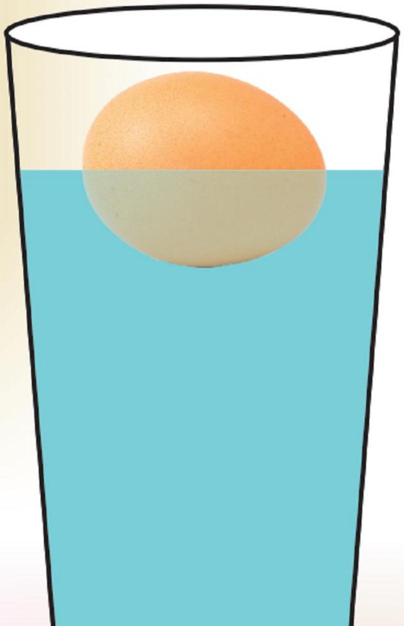

اب آپ اس گلاس میں تھوڑا سا نمک ڈال دیں۔

اس سے یہ انڈہ گلاس میں تیرنے لگے گا۔اگر زیادہ نمک ڈالیں گے تو انڈہ بالکل سطح پر آجائے گا اور اگر کم نمک ڈالیں گے تو انڈہ گلاس کے درمیاں میں تیرے گا۔

لیں جی! یہ تھا آپ کا تجربہ......لیکن ابھی آپ نے جانا نہیں ہے۔

اس کی وجہ تو جان لیں......

اصل بات کچھ یوں ہے کہ سادہ پانی نمک والے پانی کی نسبت زیادہ بھاری ہوتا ہے۔اس لئے جب پانی میں نمک ڈالا جاتا ہے تو انڈہ تیرنے لگتا ہے۔

(روحان ابراہیم۔جہانیاں)